السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اگر نماز شروع کردی جائے یا نماز کے ممنوع اوقات میں اس سے پہلے نماز شروع کردے اور پھر غیر ممنوع صلوۃ شروع ہوجائے تو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے۔ اگر دو نمازیں جمع کرنی ہوں۔ پچھلی نماز کی جماعت کے کھڑا ہونے کا وقت قریب ہو۔ اول نماز کی نیت بندھی۔ اور نماز پوری کرنے سے قبل پچھلی نماز کھڑی ہوجائے تو کیا کرنا چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کا اس میں کیا عمل درآمد تھا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب :... حدیث میں ہے۔

من أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر (متفق علیہ) (مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ)

''جو شخص طلوع شمس سے پہلے ایک رکعت صبح کی پالے، اس نے صبح کی نماز پالی، اور جو عصر کی ایک رکعت پالے غروب آفتاب سے پہلے اس نے عصر کی نماز پالی۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص وقت ختم ہونے سے پہلے ایک رکعت پالے وہ بقیہ نماز پڑھ لے اور جماعت کھڑی ہونے کے وقت پہلی نماز کی اخیری رکعت کے رکوع میں جاچکا ہو تو پوری کرلے ورنہ توڑ کر جماعت کے ساتھ شامل ہوجائے کیونکہ حدیث میں ہے۔

إذا أقيمت الصلوة فلا صلوة إلا التي أقيمت لها

''یعنی جب اقامت ہوجائے تو پھر کوئی نماز نہیں مگر وہی جس کی اقامت ہوئی ہے۔''

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ اس حدیث میں اقامت کے بعد نماز کی نفی کی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ نماز کا اقل درجہ ایک رکعت ہے جیسے وتر ایک رکعت ہے۔ اور بعض صورتوں میں صلوۃ خوف بھی ایک ہی رکعت ہے۔ ایک رکعت سے کم کو نماز نہیں کہتے پس ایک رکعت سے کم پڑھ سکتا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ

''اخیر رکعت کے رکوع میں جاچکا ہو تو پوری کرلے ورنہ توڑ دے۔''

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اقامت کے بعد الگ کوئی نماز نہیں ہونی چاہیے خواہ فرض ہو یا نفل بلکہ امام کے ساتھ شامل ہوجائے۔

رہی یہ بات کہ نیت کون سی نماز کی کرے۔ مثلاً عصر کی نماز ہورہی ہو تو اس کی ظہر باقی ہے تو کیا امام کے ساتھ شامل ہوکر ظہر کی نیت کرے یا عصر کی۔

عصر کی نیت کرنے کی دلیل اس حدیث کے ظاہر الفاظ ہیں کہ اقامت کے بعد وہی نماز ہے جس کی اقامت ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ اقامت ہوئی ہے۔ پس عصر کی نیت کرنی چاہیے۔ نیز اگر اتفاقیہ امام کو نماز میں دیر ہوگئی اور اس نے اخیر وقت میں نماز پڑھائی تو اس صورت میں اگر یہ ظہر کی نیت کرے تو اس کی دو نمازیں ظہر و عصر قضا ہوں گی۔

ظہر اس لیے کہ وہ اپنے وقت پر نہیں پڑھی گئی۔ بلکہ عصر کے وقت پڑھی گئی ہے۔

اور عصر اس لیے کہ امام کے پڑھاتے پڑھاتے عصر کا وقت بھی ختم ہوگیا۔ تو وہ بھی قضاء ہوگئی۔ اگر امام کے ساتھ عصر کی نیت کرے تو عصر اپنے وقت پر ادا ہوگی۔ صرف ظہر قضا رہی۔

نیز اگر عشاء کی اقامت ہو تو مغرب کی نماز کی نیت کرنے میں خلل واقع ہوگا۔ وہ اس طرح کہ امام کے ساتھ چوتھی رکعت پڑھے تو مغرب کی چار ہوجائیں گی۔ اگر تیسری پڑھ کر بیٹھا رہے اور جب امام چوتھی پڑھ کر سلام پھیر دے تو اس صورت میں سلام سے پہلے درمیان میں امام کی مخالفت لازم آئے گی جو سوا مجبوری کے ٹھیک نہیں۔

ظہر کی یا مغرب کی نیت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ :

عصر اور فجر کی نماز کے بعد وقت مکروہ ہے اگر امام کے ساتھ عصرت کرے تو ظہر مکروہ وقت میں پڑھنی پڑے گی۔ اگر دیر کرے تو خطرہ ہے موت واقع ہونے سے کہیں فرض ہی ذمے نہ رہ جائیں۔ نیز اگر ظہر کی نیت کرے یا مغب کی کرے تو اس پر میں ترتیب محفوظ رہتی ہے۔ اگر عصر یا عشاء کی نیت کرے اور ظہر عصر کے بعد اور مغرب عشاء کے بعد پڑھے تو پہلی نماز پیچھے رہ جائے گی اور پچھلی پہلے۔ حالانکہ پہلی پہلے فرض ہے اور پچھلی پیچھے اگر بالفرض پچھلی نماز پڑھتے ہی مرجائے تو پہلی کا گناہ اس کے ذمے باقی رہا اور اگر پہلی پڑھ کر مرجائے تو پچھلی کے بدلے اس کو مواخذہ نہیں کیونکہ اس کا وقت اکثر باقی ہوتا ہے۔

غرض دونوں طرف کچھ کچھ دلائل ہیں اس لیے اختیار ہے کہ پہلی کی نیت کرے یا پچھلی کی۔

نوٹ :... بعض لوگ کہتے ہیں کہ :

عصر یا فجر کے بعد فرضوں کی قضاء دینی چاہیے کیونکہ ان وقتوں میں نماز منع ہے۔

مگر یہ ان لوگوں کی غلطی ہے کیونکہ مکروہ وقتوں میں قضا منع نہیں ہے۔ ظہر کی سنتوں کی قضا عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور فجر کی سنتیں رہ جائیں تو وہ بھی فجر کی نماز کے بعد پڑھنی ثابت ہیں۔ چنانچہ ہم نے رسالہ ''امتیازی مسائل'' میں اس کی تفصیل کی ہے۔ تو فرضوں کی قضاء بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ کیونکہ ان کا معاملہ اہل ہے۔ نیز خدانخواستہ دیر کرنے کی صورت میں مرگیا تو فرض ذمے رہ گئے یہ کتنے بڑے خطرہ کا مقام ہے اس لیے فرضوں کی قضا میں بہت جلدی کرنی چاہیے۔ (تنظیم اہل حدیث جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۲۷)

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02

محدث فتویٰ